اسلامی قانونِ تعزیرات

تعزیر

ڈاکٹر عبد العزیز عامر

ترجمہ: معروف شاہ شیرازی

(۴)

اس سے قبل ہم نے اُن جرائم کا تذکرہ کیا ہے جن کی سزا خود شارع کی طرف سے مقرر ہے، اور وہ چند خاص جرائم ہیں۔ ان کے علاوہ جو جرائم بھی ہیں شارع کی جانب سے ان کے لیے کوئی خاص سزا متعین نہیں کی گئی۔ ان جرائم پر مختلف سزائیں دی جاسکتی ہیں، جنہیں تعزیرات کہا جاتا ہے۔

تعزیر باب تفعیل کا مصدر ہے اور عزر سے نکلا ہے، جس کے معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے عَزَّرَ فُلَانٌ اَخَاہُ، یعنی اس نے اپنے بھائی کی مدد کی۔ قرآن کریم میں بھی ہے۔ "تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ" رسول کی مدد کرو اور اُسے بزرگ سمجھو" (الفتح: ۹)۔ نیز کہا جاتا ہے، عَزَّرْتُهٗ یعنی میں نے اس کی عزت کی، نیز اس معنی میں بھی کہ میں نے اس کی تادیب کی۔ تو اس طرح یہ مادہ اسمائے اضداد میں سے ہو جاتا ہے۔ یہ توقیر کے معنی میں اس لیے استعمال ہوتا ہے کہ جب کوئی فرد سزا کی وجہ سے جرائم اور بُرے افعال سے باز آجاتا ہے، تو وہ خود بخود باوقار ہو جاتا ہے۔ اس سزا کو تعزیر صرف اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ مجرم کو ارتکابِ جُرم سے روکتی ہے یا، اگر وہ ایک دفعہ ارتکاب کر کے سزا پاتا ہے، تو دوبارہ اس جُرم کا ارتکاب نہیں کرتا۔ فقہاء تعزیر کی تعریف یوں کرتے ہیں: "یہ ایک غیر مقرر سزا ہے جو بطورِ حقِ باری تعالیٰ، یا بطورِ حقِ انسان اُن جرائم پر واجب ہوتی ہے جن کے بارے میں حدود اور کفارات متعین نہ ہوں۔"[1] تادیب، اصلاح اور جرائم سے باز رکھنے کے لحاظ سے یہ حدود کے مماثل ہے[2]

---

[1] السرخسی ج ۹ ص ۳۶۔ فتح القدیر ج ۷ ص ۱۱۹۔ شرح الکنز للزیلعی، ج ۳ ص ۲۰۷۔ [2] سبل السلام شرح بلوغ المرام

کیا تعزیر مقررہ سزاؤں کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے؟ فقہاء تعزیر کی تعریف میں یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسی معصیت پر بطور سزا ہوتی ہے جس کے بارے میں حد یا کفارہ مقرر نہیں ہے۔ اس تعریف کی وجہ یہ قرار دی جا سکتی ہے کہ حد، قصاص اور کفارہ وہ سزائیں ہیں جنہیں شارع نے بعض مخصوص جرائم کے لیے مقرر کر دیا ہے، اور جب ایک فعل کے لیے ایک خاص سزا مقرر کر دی گئی ہو تو مفروضہ یہی ہوگا کہ اس کے بعد تعزیر (یعنی غیر مقرر سزا) کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ آیا شرعی لحاظ سے مقررہ سزاؤں کے ساتھ ساتھ تعزیرات کا نفاذ بھی جائز ہے یا نہیں؟

حد اور قصاص کے ساتھ تعزیر فقہاء کے اقوال کے گہرے مطالعے سے ایسے کثیر شواہد ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود و قصاص کے ساتھ تعزیر جمع ہو سکتی ہے۔ حنفیہ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ وہ غیر شادی شدہ زانی کی جلاوطنی کو حد کا جز نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک حد صرف سو کوڑے ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ حد کے ساتھ ایسے زانی کی جلاوطنی کے اضافہ کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک بھی سو کوڑے مارنے کے بعد زانی کو جلاوطن کیا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بطور تعزیر یہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں مصلحت ہو۔

معین الحکام میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ آپ نے شارب خمر کو کوڑے لگوانے کے بعد صحابہ کو حکم دیا کہ اسے ملامت کریں اور شرم دلائیں۔ اس پر صحابہؓ اسے کہنے لگے "تجھے خدا کا خوف نہیں؟ تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ تجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شرم نہ آئی"۔ ظاہر ہے کہ یہ ملامت حد پر اضافہ ہے اور یہ تعزیر ہی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ حدود کے ساتھ تعزیر جمع ہو سکتی ہے[1]۔

تبصرۃ الحکام میں مالکیہ کا یہ مسلک درج ہے کہ جو شخص عمداً کسی کو زخمی کرے گا اس سے قصاص لیا جائیگا اور اس کے ساتھ اسے تادیبی سزا بھی دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مالکیہ بھی قتلِ نفس سے کم درجے کی

ص۔ ج ۴ ص ۹۴۔ کشّاف القناع عن متن الاقناع ج ۴، ص ۷، اور اس کے بعد۔ الاحکام السلطانیہ الماوردی ص ۲۲۴۔ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۷، ص ۱۸۲ اور اس کے بعد، طبع ۱۹۴۲ء۔ الاحکام السلطانیہ، ص ۲۶۳۔

[1] معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام ص ۱۸۹۔

مضرت رسانی میں قصاص کے ساتھ تعزیر کے اجتماع کو جائز سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قصاص تو اس کے جرم کی سزا ہے جو مضرت رسیدہ شخص کا حق ہے، اور تعزیر تہذیبِ نفس اور اصلاحِ حال کے لیے ہے جو معاشرے کا حق ہے۔ ہاں یہ استدلال اس وقت درست معلوم نہیں ہوتا جب جرم قتل عمد کا ہو، کیونکہ اس کی سزا موت ہوتی ہے اور مجرم کو سزائے موت دینے کے بعد تعزیر کا محل ہی باقی نہیں رہتا۔ البتہ اُس وقت تعزیر جائز ہوتی ہے جب کسی وجہ سے قصاص نہ لیا جا سکے تاکہ مجرم ہر قسم کی سزا سے بچ نہ نکلے۔ حنفیہ کی طرح مالکیہ کے ہاں بھی اجرائے حد کے بعد شاربِ خمر کو قولی تعزیر دی جا سکتی ہے۔ ان کا استدلال بھی اُسی حدیث سے ہے جس کا بیان ابھی ابھی حنفیہ کے مسلک کے ذکر کے دوران ہوا۔[1]

امام شافعیؒ کا مسلک یہ بیان کیا گیا ہے کہ جن جرائم میں "حد" نہیں ہے اُن میں تعزیر ہے۔ اور اس سے مُراد یہ ہے کہ تعزیر کے دائرہ میں وہ تمام جرائم داخل ہیں جن میں قتل سے کم تر کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا گیا ہو جس سے انسانی جسم کو نقصان پہنچتا ہو اور اس پر قصاص واجب ہوتا ہو، مثلاً عمداً اعضائے بدن کاٹ دینا وغیرہ۔ اس مفہوم کے اعتبار سے تعزیر قتل نفس سے کم درجے کے جسمانی مضرت رسانی کے جرائم میں قصاص کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ اسی طرح امام شافعیؒ کے نزدیک تعزیر، حد کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ وہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد کٹے ہوئے ہاتھ کو دن کے ایک مختصر وقت کے لیے اُس کے گلے میں لٹکانا جائز سمجھتے ہیں تاکہ اس کی سزا زیادہ عبرت انگیز ہو۔ نیز وہ شراب نوشی کی حد میں چالیس کوڑوں سے زیادہ دُرّے مارنا جائز سمجھتے ہیں اور یہ بھی حد کے ساتھ تعزیر کا اجتماع ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک شراب نوشی کی حد صرف چالیس کوڑے ہے لہٰذا اس پر جو زیادتی بھی ہوگی وہ تعزیر ہوگی۔ ابن عبد السلام نے حد کے ساتھ تعزیر کے اجتماع کی ایک عجیب مثال بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "جو شخص روزے سے ہو کر، حالتِ اعتکاف میں، خانہ کعبہ کے اندر، اپنی ماں سے زنا کا ارتکاب کرے تو اس پر حد بھی جاری کی جائے گی اور اس کے ساتھ یہ حکم بھی دیا جائے گا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے، ایک اونٹ کی قربانی دے، اور اس کے بعد اسے کوئی تعزیری سزا دینا بھی ضروری

[1] تبصرة الحکام، ابن فرحون، علی ہامش فتح العلی المالک، ج ۲، ص ۲۶۶، ۲۶۷۔ مواہب الجلیل، ج ۶، ص ۲۴۷۔
التشریع الجنائی الاسلامی، استاذ عبدالقادر عودہ، ص ۱۳۰

ہو گا، کیونکہ اس نے قطع رحم اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی جیسے شدید جرم کا ارتکاب کیا ہے" لیکن اس عجیب و غریب مثال کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں تعزیر جرم زنا کی وجہ سے نہیں ہو گی بلکہ دوسرے جرائم کی وجہ سے ہو گی، جن کا ذکر خود ابن عبدالسلام کے کلام میں موجود ہے، یعنی قطع الرحم اور خانہ کعبہ کی شدید بے حرمتی، اور اس میں شک نہیں کہ یہ قابلِ تعزیر جرائم ہیں۔[1]

امام احمدؒ کے نزدیک بھی یہ جائز ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکا دیا جائے۔ حنابلہ اس سلسلہ میں فضالہ ابن عبید کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چور کو پیش کیا گیا، اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس کے بعد حکم دیا گیا کہ اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو اس کے گلے میں لٹکا دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں اس پر عمل کیا ہے۔ نیز یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اس میں مجرم کے لیے مزید زجر و توبیخ ہے۔ اس کو تعزیر اس بنا پر قرار دیا جائیگا کہ یہ اس جرم کی مقررہ سزا یعنی قطعِ ید سے زائد ایک سزا ہے۔[2]

اس پوری بحث کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ شریعت میں تعزیری سزا عموماً ان جرائم پر دی جاتی ہے جن میں کوئی مقررہ سزا نہیں ہوتی۔ یہ تو ہے بنیادی اصول۔ لیکن اسلامی قانون میں کوئی چیز ایسی بھی نہیں ہے جو تعزیر کو مقررہ سزا کے ساتھ جمع ہونے سے روکتی ہو جبکہ مقررہ سزا کے ساتھ ساتھ تعزیری سزا دینے میں مصلحت ہو، کیونکہ تعزیر کا دارومدار مصلحت پر ہے۔ تاہم یہ پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ جو مقررہ سزائیں سزائے موت کی شکل میں ہوں، مثلاً قتلِ عمد میں قصاص، تو ان کے ساتھ تعزیر کا جواز محلِ نظر ہے۔ کیونکہ جب سزائے موت کی وجہ سے مجرم کی زندگی کا خاتمہ ہی ہونے والا ہو تو اس شکل میں اس کو قتل سے پہلے تعزیری سزا دینا اس کی سزا کو خواہ مخواہ بھیانک بنا دیتا ہے اور شارع حکیم کے مقاصد کے ساتھ اس کا کوئی جوڑ نظر نہیں آتا۔

تعزیر اور کفارہ فقہاء کی ایک کثیر تعداد اس بات کی قائل ہے کہ کفارہ کے ساتھ بھی تعزیری سزا جمع ہو سکتی

---

[1] نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۷، ص ۳، ۱۷۳، اسنی المطالب، ج ۴، ص ۱۶۲ - التشریع الجنائی الاسلامی، ص ۱۳۰، ۱۳۱ -

[2] المغنی، ابن قدامہ، ج ۱۰، ص ۲۶۶، ۲۶۷ -

ہے[1]۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض معاصی ایسے ہوتے ہیں جن میں کفّارہ اور تادیب دونوں مطلوب ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی احرام کی حالت میں مباشرت کرے، یا رمضان شریف میں دن کے وقت مباشرت کرے، یا جس نے بیوی سے ظہار کیا ہو وہ کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے ہی مباشرت کر بیٹھے، تو عمداً یہ افعال کرنے کی صورت میں کفارہ اور تادیب دونوں لازم آتی ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یمینِ غموس (دانستہ جھوٹی قسم) میں کفارہ کے ساتھ تعزیر بھی ضروری ہے۔ البتہ احناف یمینِ غموس میں صرف تعزیر کے قائل ہیں، کفارہ ضروری نہیں سمجھتے۔ اور جس قتل میں قصاص نہ ہو۔ مثلاً جس میں مقتول کے وارث قصاص معاف کر دیں، اس میں قاتل پر دیت واجب ہوتی ہے اور کفّارہ مستحب ہوتا ہے۔ البتہ امام مالک کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال تک قید کیا جائے۔ اس طرح اس میں بھی کفارہ کے ساتھ تعزیر جمع ہو جاتی ہے[2]۔ بعض فقہاء قتل شبہ عمد میں بھی کفارے کے ساتھ تعزیر کو واجب کہتے ہیں اور ان کے اس قول کی بنا یہ ہے کہ قتل خطاء کے کفارہ کی طرح یہ کفارہ بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ یہ کفارہ محض فعل قتل کی وجہ سے نہیں بلکہ اُس جان کی وجہ سے فرض ہوتا ہے جو اس زیادتی کے نتیجے میں تلف ہو گئی، اگرچہ بجائے خود اس حرام فعل یعنی قتل شبہ عمد کی سزا الگ ہے اور اس پر کفارہ نہیں ہے۔ ان لوگوں نے اپنے اس مسلک پر استدلال اس سے بھی کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے خلاف اقدام جرم کرے مگر اس سے کوئی چیز تلف نہ ہوتی ہو تو وہ تعزیر کا تو

---

[1] کفّارہ دراصل عبادت کی ایک قسم ہے۔ اگر کفارہ کسی ایسے امر میں واجب ہو جائے جو معصیت نہ ہو تو وہ خالص عبادت ہوتا ہے۔ مثلاً جو شخص روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو تو اسے روزے کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا پڑتا ہے لیکن اگر یہ کسی معصیت پر واجب ہو تو یہ خالص "سزا" بن جاتا ہے۔ مثلاً قتلِ خطا اور ظہار کا کفارہ۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ کفارہ عبادت اور سزا کے درمیان کی ایک چیز ہے، اسی بنا پر وہ ایسے افعال میں واجب ہوتا ہے جو خالص مباح اور خالص جرم کے درمیان کی چیز ہوتے ہیں۔ مثلاً عدالت کے حکم سے قتل کرنے والے جلّاد پر کوئی کفّارہ نہیں، اور قتلِ عمد کے مجرم پر بھی کوئی کفّارہ نہیں، البتہ قتلِ خطا میں کفارہ ہے، کیونکہ اصل فعل تو حرام نہ تھا، البتہ جس محل میں وہ فعل ہوا وہ محترم تھا۔ بعض اور لوگوں نے کفّارہ کو "مال" کے مشابہ قرار دیا ہے کیونکہ کبھی جرمانہ کی طرح وہ سزا ہوتا ہے، کبھی تاوان کی طرح ایک معاوضہ ہوتا ہے جبکہ کسی مضرت کے بدلے میں کفارے کا حکم دیا گیا ہو، اور کبھی "سزا" اور "معاوضہ" دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ (المبسوط سرخسی ج ۲۷ ص ۸۶، التشریع الجنائی الاسلامی ص ۱۳۱)۔

[2] تبصرۃ الحکام، علی ہامش فتح العلی المالک، ج ۲ ص ۳۶۶، ۳۶۷۔ نہایۃ المحتاج الیٰ شرح المنہاج، ج ۷، ص ۱۷۲، ۱۷۳۔

مستحق ہے لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ اس کے برعکس اگر وہ جُرم کا ارتکاب تو نہ کرے لیکن دوسرے کو مضرت پہنچ جائے تو اس صورت میں تعزیر نہ ہوگی اور کفارہ واجب ہوگا۔ نیز یہ کہ قتل شبہ عمد میں کفارہ کی وہی حیثیت ہے جس طرح روزے اور احرام کی حالت میں مجامعت کرنے والے پر کفارہ ہوتا ہے[1]۔

ان دلائل کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعزیر کفارے کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس میں مصلحت ہو۔ ان دلائل کے باوجود اکثر فقہاء کے ہاں مسلّمہ اصول یہی ہے کہ "تعزیر اس جُرم کی سزا ہے جس میں نہ حد واجب ہو اور نہ کفارہ"۔ (باقی)

[1] کشاف القناع عن متن الاقناع، ج ۴، ص ۷۲-۳۰۔

اسعدؔ گیلانی کی نئی تصنیف:

ایک سپاہی کا پیغام ——— اپنے ہر ساتھی کے نام

تحریکی جذبات کو تازہ اور زندہ کر دینے والی کتاب

عنوانات۔ • پھول ضرور کھلیں گے • فکر و نظر کے زاویے • قلب و نظر کے کانٹے
• زندگی کے موڑ پر • اُلجھی ہوئی ڈور • ہمہ پہلو تعمیرِ کردار
• مومنانہ الحاد • بھٹکا ہوا راہی • عید محکوماں
• ایک ہی راستہ • ادب برائے اسلام • تحریکِ اسلامی

"ساتھی کے نام" دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرنے والے ہر ساتھی کی ایک ناگزیر ضرورت

۱۹۲ صفحات سفید کاغذ رنگین سرورق قیمت تین روپے

لائبریریوں اور تاجروں کے لیے خصوصی رعایت

ادارہ ادب اسلامی

۲۳۔ اے دار الرحمت۔ سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا